(146) یہ ہیں ڈھنگ اُن تازہ آفت زدوں کے — بہت کم زمانہ ہوا جن کو بگڑے
ابھی ایک عالم ہے آگاہ جن سے — کہ ہیں کس کے بیٹے وہ اور کس کے پوتے
جنھیں دیس پردیس سب جانتے ہیں
حسب اور نسب جن کا پہچانتے ہیں

(147) مگر مٹ چکا جن کا نام و نشاں ہے — پُرانی ہوئی جن کی اب داستاں ہے
فسانوں میں قصّوں میں جن کا بیاں ہے — بہت نسل پر تنگ اُن کی جہاں ہے
نہیں ان کی قدر اور پرسش کہیں اب
انھیں بھیک تک کوئی دیتا نہیں اب

(148) بہت آگ چلموں کی سلگانے والے — بہت گھاس کی گٹھریاں لانے والے
بہت دربدر مانگ کر کھانے والے — بہت فاقے کر کر کے مرجانے والے
جو پوچھو کہ کس کان کے ہیں وہ جوہر
تو نکلیں گے نسلِ ملوک اُن میں اکثر

(149) انہی کے بزرگ ایک دن حکمراں تھے — انہی کے پرستار پیر و جواں تھے
یہی مامنِ عاجز و ناتواں تھے — یہی مرجعِ دیلم و اصفہاں تھے
یہی کرتے تھے ملک کی گلہ بانی
انہی کے گھروں میں تھی صاحبقرانی

(150) یہ اے قوم اسلام عبرت کی جا ہے — کہ شاہوں کی اولاد دردر گدا ہے
جسے سُنیے افلاس میں مبتلا ہے — جسے دیکھئے مفلس و بے نوا ہے
نہیں اُن میں کوئی کمانے کے قابل
اگر ہیں تو ہیں مانگ کھانے کے قابل

(151) نہیں مانگنے کا طریق ایک ہی یاں — گدائی کی ہیں صورتیں نت نئی یاں
نہیں حصر لنگڑوں پہ گدیہ گری یاں — کوئی دے تو منگتوں کی ہے کیا کمی یاں
بہت ہاتھ پھیلائے زیرِ ردا ہیں
چھپے اُجلے کپڑوں میں اکثر گدا ہیں

(152) بہت آپ کو کہہ کے مسجد کے بانی — بہت بن کے خود سیّد خاندانی
بہت سیکھ کر نوحہ و سوز خوانی — بہت مدح میں کر کے رنگین بیانی
بہت آستانوں کے خدّام بن کر
بڑے مانگتے کھاتے پھرتے ہیں دردر

(153) مشقّت کو محنت کو جو عار سمجھیں — ہنر اور پیشے کو جو خوار سمجھیں
تجارت کو کھیتی کو دشوار سمجھیں — فرنگی کے پیشے کو مُردار سمجھیں
تن آسانیاں چاہیں اور آبرو بھی
وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی

154 کریں نوکری بھی، تو بے عزتی کی — جو روٹی کمائیں، تو بے حرمتی کی
کہیں پائیں خدمت، تو بے عزتی کی — قسم کھائیے اُن کی خوش قسمتی کی
امیروں کے بنتے ہیں جب یہ مصاحب
تو جاتے ہیں ہو کر حمیت سے تائب

155 کہیں اُن کی صحبت میں گانا بجانا — کہیں مسخرہ بن کے ہنسنا ہنسانا
کہیں پھبتیاں کہہ کے انعام پانا — کہیں چھیڑ کر گالیاں سب سے کھانا
یہ کام اور بھی کرتے ہیں پر نہ ایسے
مسلمان بھائی سے بن آئیں جیسے

156 امیروں کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے — خمیر اُن کا اور اُن کی طینت جدا ہے
سزاوار ہے اُن کو جو ناسزا ہے — روا ہے انھیں سب کو جو ناروا ہے
شریعت ہوئی ہے نکونام اُن سے
بہت فخر کرتا ہے اسلام اُن سے

157 ہر اک بول پر اُن کے مجلس فدا ہے — ہر اک بات پر واں درست اور بجا ہے
نہ گفتار میں کوئی اُن کی خطا ہے — نہ کردار اُن کا کوئی ناسزا ہے
وہ جو کچھ کہ ہیں کہہ سکے کون اُن کو
بنایا ندیموں نے فرعون اُن کو

158 وہ دولت کہ ہے مایۂ دین و دنیا — وہ دولت کہ ہے توشۂ راہِ عقبیٰ
سلیماں نے کی جس کی حق سے تمنا — بڑھا جس سے آفاق میں نامِ کسریٰ
کیا جس نے حاتم کو مشہورِ دوراں
کیا جس نے یوسف کو مسجودِ اخواں

159 ملا ہے یہ فخر اُس کو اُن کی بدولت — کہ سمجھی گئی ہے وہ اصلِ شقاوت
کہیں ہے وہ سرمایۂ جہل و غفلت — کہیں نشۂ بادۂ کبر و نخوت
جہاں کے لیے جو کہ آبِ بقا ہے
وہ اِس قوم کے حق میں سمّی ہوا ہے

160 اِدھر مال و دولت نے یاں منہ دکھایا — اُدھر ساتھ ساتھ اُس کے ادبار آیا
پڑا آ کے جس گھر پہ ثروت کا سایہ — عمل واں سے برکت نے اپنا اُٹھایا
نہیں راس یاں چار پیسے کسی کو
مبارک نہیں جیسے پر چیونٹی کو

161 سمجھتے ہیں سب عیب جن عادتوں کو — بہائم سے نسبت ہے جن سیرتوں کو
چھپاتے ہیں اوباش جن خصلتوں کو — نہیں کرتے اجلاف جن حرکتوں کو
وہ یاں اہلِ دولت کو ہیں شیرِ مادر
نہ خوفِ خدا ہے نہ شرمِ پیمبر

162 طبیعت اگر لہو بازی پہ آئی — تو دولت بہت سی اسی میں لٹائی
جو کی حضرت عشق نے رہنمائی — تو کردی بھرے گھر کی دم میں صفائی
پھر آخر لگے مانگنے اور کھانے
یونہی مٹ گئے یاں ہزاروں گھرانے

163 نہ آغاز پر اپنے غور اُن کو اصلا — نہ انجام کا اپنے کچھ اُن کو کھٹکا
نہ فکر اُن کو اولاد کی تربیت کا — نہ کچھ ذلتِ قوم کی اُن کو پروا
نہ حق کوئی دنیا پہ اُن کا نہ دیں پر
خدا کو وہ کیا مُنھ دکھائیں گے جاکر

164 کسی قوم کا جب اُلٹتا ہے دفتر — تو ہوتے ہیں مسخ اُن میں پہلے تونگر
کمال ان میں رہتے ہیں باقی نہ جوہر — نہ عقل انکی ہادی نہ دیں ان کا رہبر
نہ دنیا میں ذلت نہ عزت کی پروا
نہ عقبیٰ میں دوزخ نہ جنّت کی پروا

165 نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا — نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس میں خودی سے گزرنا — تعیّش میں جینا نمائش پہ مرنا
سدا خوابِ غفلت میں بے ہوش رہنا
دمِ نزع تک خود فراموش رہنا

166 پریشاں اگر قحط سے اک جہاں ہے — تو بے فکر ہیں کیوں کہ گھر میں سماں ہے
اگر باغِ امت میں فصلِ خزاں ہے — تو خوش ہیں کہ اپنا چمن گل فشاں ہے
بنی نوعِ انساں کا حق اُن پہ کیا ہے
وہ اک نوع نوعِ بشر سے جدا ہے

167 کہاں بندگانِ ذلیل اور کہاں وہ — بسر کرتے ہیں بے غمِ قوتِ ناں وہ
پہنتے نہیں جز سمور و کتاں وہ — مکاں رکھتے ہیں رشکِ خلدِ جناں وہ
نہیں چلتے وہ بے سواری قدم بھر
نہیں رہتے بے نغمہ و ساز دم بھر

168 کمر بستہ ہیں لوگ خدمت میں اُن کی — گل و لالہ رہتے ہیں صحبت میں اُن کی
نفاست بھری ہے طبیعت میں اُن کی — نزاکت سو داخل ہے عادت میں اُن کی
دواؤں میں مشک اُنکی اُٹھتا ہے ڈھیروں
وہ پوشاک میں عطر ملتے ہیں سیروں

169 یہ ہو سکتے ہیں اُن کے ہم جنس کیوں کر — نہیں چین جن کو زمانے سے دم بھر
سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر — نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر
پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی
جو تدبیر اُلٹی تو تقدیر کھوٹی

(170) یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہدیٰ کا　　کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا
وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا　　خلائق سے ہے جس کو رشتہ ولا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

(171) عمل جن کا تھا اس کلامِ متیں پر　　وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر
تفوّق ہے ان کو کہین و مہیں پر　　مدار آدمیت کا ہے اب انھیں پر
شریعت کے جو ہم نے پیمان توڑے
وہ لیجا کے سب اہلِ مغرب نے جوڑے

(172) سمجھتے ہیں گُمراہ جن کو مُسلماں　　نہیں جن کو عقبیٰ میں امیدِ غفراں
نہ حصّے میں فردوس جن کے نہ رضواں　　نہ تقدیر میں حور جن کے نہ غلماں
پس از مرگ دوزخ ٹھکانہ ہے جن کا
حمیم آب و زقّوم کھانا ہے جن کا

(173) وہ ملک اور ملّت پہ اپنی فدا ہیں　　سب آپس میں ایک اک کے حاجت روا ہیں
اولوالعلم ہیں اُن میں یا اغنیا ہیں　　طلبگار بہبودِ خلقِ خدا ہیں
یہ تمغہ تھا گویا کہ حصہ انھیں کا
کہ حبّ الوطن ہے نشاں مومنیں کا

(174) امیروں کی دولت غریبوں کی ہمّت　　ادیبوں کی انشا، حکیموں کی حکمت
فصیحوں کے خطبے شجاعوں کی جرأت　　سپاہی کے ہتیار شاہوں کی طاقت
دلوں میں اُمیدیں اُمنگوں کی خوشیاں
سب اہلِ وطن اور وطن پر ہیں قرباں

(175) عروج ان کا تم جو عیاں دیکھتے ہو　　جہاں میں انھیں کامراں دیکھتے ہو
مطیع اُن کا سارا جہاں دیکھتے ہو　　انھیں برتر از آسماں دیکھتے ہو
یہ ثمرے ہیں اُن کی جوانمردیوں کے
نتیجے ہیں آپس کی ہمدردیوں کے

(176) غنی ہم میں ہیں جو کہ اربابِ ہمّت　　مسلّم ہے عالم پہ جن کی سخاوت
اگر ہے مشائخ سے اُن کو عقیدت　　تو ہے پیرزادوں پہ وقف اُن کی دولت
نکمّے ہیں دن رات واں عیش کرتے
یہ نوکر ہیں جتنے وہ بھوکے ہیں مرتے

(177) عمل واعظوں کے اگر قول پر ہے　　تو بخشش کی امید بے صرفِ زر ہے
نماز اور روزے کی عادت اگر ہے　　تو روزِ حساب ان کو پھر کس کا ڈر ہے
اگر شہر میں کوئی مسجد بنا دی
تو فردوس میں نیو اپنی جما دی